بیٹی کو حج کروانے کی منت مانی، تو اس کے علاوہ کو بھیج سکتے ہیں؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: FSD -9287 تاریخ: 08-03-2025

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے منت مانی کہ میرا فلاں کام ہو گیا، تو میں اپنی شادی شدہ بیٹی ہندہ کو حج کرواؤں گا۔ اب اس کا وہ کام ہو گیا ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس کے پاس صرف بیٹی کو بھیجنے کے اخراجات ہیں، جبکہ بیٹی محرم کے بغیر جا نہیں سکتی اور محرم کے اخراجات اِس کے پاس موجود نہیں، تو سوال یہ ہے کہ اس پر حج کروانا لازم ہے؟ اور جب بیٹی کے ساتھ محرم کے اخراجات موجود نہیں، تو بیٹی کے علاوہ کسی اور کو حج پر بھیج سکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں مذکورہ شخص کی منت شرعی منت ہے اور اس شخص پر حج کروانا بھی لازم ہے، کیونکہ منتِ شرعی کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ اس کی جنس سے کوئی عمل واجب ہو اور کسی کو حج کروانے کی جنس سے حجِ بدل (یعنی خود حج پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں کسی کو حج پر بھیجنا) واجب ہے، لہٰذا کسی کو حج کروانے کی منت بھی منتِ شرعی ہی قرار پائے گی۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اسی بیٹی کو ہی حج کروانا ضروری ہے یا کسی اور کو بھی بھیج سکتے

ہیں، تو اس کے متعلق حکم شرعی یہ ہے کہ منت پوری ہو جانے کے بعد ہندہ کو ہی حج کروانا ضروری نہیں، بلکہ اس کے علاوہ اپنے کسی بیٹے یا دیگر کسی مرد کو بھی حج کروا کر اس منت کو پورا کیا جا سکتا ہے، کیونکہ منت میں اگر کوئی جگہ، درہم و دینار یا کوئی فرد خاص کر لیا جائے، تو شرعاً وہ متعین نہیں ہوتا، بلکہ کسی اور فرد یا مقام پر بھی منت پوری کی جا سکتی ہے۔

منتِ شرعی کی ایک شرط یہ ہے کہ اس کی جنس سے کوئی عمل واجب ہو، جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری میں ہے: "أن النذر لا يصح إلا بشروط أحدها أن يكون الواجب من جنسه شرعا" یعنی منت چند شرائط کے ساتھ درست ہوتی ہے، ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانی ہے، اس کی جنس سے شرعاً کوئی واجب ہو۔

(فتاوی عالمگیری، جلد 1، صفحہ 208، مطبوعہ کوئٹہ)

کسی کو حج کروانے کی منت مانی، تو یہ منت شرعی ہو گی اور دوسرے کو حج کروانا لازم ہو جائے گا، جیسا کہ مہذِّب مذہبِ مہذَّب، امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 189ھ / 804ء) لکھتے ہیں: "وإن قال إن فعلت كذا فأنا احج بفلان فحنث فإن كان نوى فأنا أحج وهو معي فعليه أن يحج وليس عليه أن يحج به وإن كان نوى ان يحجه فعليه أن يحجه كما نوى" ترجمہ: اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میرا کام اس طرح ہو گیا، تو میں فلاں کے ساتھ حج کروں گا، پھر اس کا وہ کام ہو گیا، تو اگر اس کی نیت یہ تھی کہ میں حج کروں گا اور وہ (فلاں) بھی میرے ساتھ ہو گا، تو (بذاتِ خود) اس پر تو حج لازم ہو گا، لیکن (فلاں کے ساتھ) حج کرنا لازم نہیں ہو گا اور اگر یہ نیت تھی کہ فلاں کو حج کرواؤں گا، تو جیسی اس نے نیت کی اس کے مطابق فلاں کو حج کروانا اس پر لازم ہو جائے گا۔

(کتاب الاصل، جلد 2، صفحہ 486، 487، مطبوعہ إدارة القرآن والعلوم الإسلامية)

شمس الائمہ، امام سَرَخْسِی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:483ھ/1090ء) **لکھتے ہیں:**”وإن كان قال: فعلي أن أحجج فلانا، فهذا محكم غير محتمل فإنه تصريح الالتزام بإحجاج فلان، وذلك صحيح بالنذر“ ترجمہ: اور اگر کسی نے کہا کہ مجھ پر لازم ہے کہ میں فلاں کو حج کرواؤں گا، یہ جملہ محکم ہے، اس میں کسی قسم کا احتمال نہیں ہے، تو پس اس جملہ میں فلاں کو حج کروانے کے لازم ہونے کی صراحت ہے اور یہ جملہ منت ہونے کے اعتبار سے صحیح ہے۔

(المبسوط، جلد4، صفحہ134، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت، لبنان)

کسی کو حج کروانے کی جنس سے حج بدل واجب ہے، جیسا کہ امام کمال الدین ابنِ ہُمَّام رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:861ھ/1456ء) **کسی کو حج کروانے کی منت کے لازم ہونے اور حج بدل کے اس کی جنس سے واجب ہونے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:**”ان فعلت كذا فعلي ان احج بفلان، فإن نوى احج وهو معي فعليه ان يحج وليس عليه ان يحج به، وإن نوى ان يحجه فعليه ان يحجه لأن الباء للإلصاق فقد الصق فلانا بحجه. وهذا يحتمل معنيين ان يحج فلان معه في الطريق وان يعطي فلانا ما يحج به من المال، والتزام الأول بالنذر غير صحيح والثاني صحيح لأن الحج يؤدى بالمال عند اليأس من الأداء فكان هذا في حكم البدل وحكم البدل حكم الأصل فيصح التزامه بالبدل كما يصح التزامه بالأصل، فإذا نوى الوجه الأول عملت نيته لاحتمال كلامه، ولكن المنوي لا يصح التزامه بالنذر فلا يلزمه شيء وإنما عليه أن يحج بنفسه خاصة وإن نوى الثاني لزمه فإما أن يعطيه من المال ما يحج به أو يحجه مع نفسه ليحصل الوفاء بالنذر ولو كان قال فعلي أن أحج فلانا فهذا محكم والنذر به صحيح“ ترجمہ: اگر میرا کام اس طرح ہو گیا، تو میں فلاں کے ساتھ حج کروں گا، اگر نیت یہ تھی کہ میں حج کروں گا اور وہ بھی میرے ساتھ ہو گا، تو (بذاتِ خود) اس پر تو حج لازم ہو گا، لیکن (فلاں کے ساتھ) حج کرنا لازم نہیں ہو گا اور اگر یہ نیت تھی کہ فلاں کو حج کرواؤں گا، تو فلاں کو حج کروانا اس پر لازم ہو جائے گا، کیونکہ (أن أحج

بفلان) میں "با" الصاق کے لیے ہے، تو اس نے فلاں کے ساتھ حج کرنے کو ملا دیا۔ اور یہ دو معنی کا احتمال رکھتا ہے (1) فلاں حج کے راستے میں اس کے ساتھ جائے (2) یہ فلاں کو اتنا مال دے دے، جس کے ذریعے وہ حج کر سکے۔ پہلے معنی کی صورت میں منت کو لازم قرار دینا صحیح نہیں، البتہ دوسرے معنی کے لحاظ سے منت کو لازم قرار دینا صحیح ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ خود حج ادا کرنے سے مایوسی ہو جائے، تو پھر مال کے ذریعے حج کروایا جاتا ہے، تو پس یہ (منت) بدل کے حکم میں ہوئی اور بدل کا حکم اصل والا ہوتا ہے، لہذا بدل کے طور پر (دوسرے معنی) کی منت لازم قرار دینا صحیح ہے، جیسا کہ اصل کے اعتبار سے اس کو منت لازم قرار دینا صحیح ہے، پس جب پہلے معنی کی نیت کی، تو کلام کے احتمال کی وجہ سے اس کی نیت کا عمل ہو گا، لیکن جس چیز کی نیت کی، اس کو لازم قرار دینا صحیح نہیں، لہذا اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہو گا، ہاں بذات خود صرف اس پر حج کرنا لازم ہو گا اور اگر اس نے دوسرے معنی کی نیت کی، تو وہ اس پر لازم ہو جائے گی، اب یا تو اس کو اتنا مال دے دے کہ جس سے وہ حج کر لے یا اس کو اپنے ساتھ حج پر لے جائے تاکہ منت پوری ہو جائے اور اگر یہ کہا کہ مجھ پر فلاں کو حج کروانا ہے، تو یہ محکم ہے اور ان الفاظ کے ساتھ منت صحیح قرار پائے گی۔

(فتح القدیر، جلد 3، صفحہ 162، مطبوعہ کوئٹہ)

خاص بیٹی کو حج کرانے کی منت ماننے سے اسی بیٹی کو حج کرانا ہی ضروری نہیں، کیونکہ منت میں درہم، جگہ اور فقیر کی تعیین لازم نہیں ہوتی، جیسا کہ خاص فقیر کی عدم تعیین کے متعلق علامہ اَحمد طَحطاوی حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1231ھ / 1815ء) لکھتے ہیں: "یجزئه الصرف لزید الفقیر بنذره أي مع نذره الصرف لعمرو" ترجمہ: زید فقیر پر منت کی رقم خرچ کرنا بھی جائز ہے، حالانکہ عمرو پر رقم خرچ کرنے کی منت مانی تھی۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، صفحہ 697، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان)

علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات:1252ھ/1836ء) لکھتے ہیں:"لو عين درهما أو فقيرا أو مكانا للتصدق ۔۔۔ فالتعيين ليس بلازم" ترجمہ: اگر درہم یا فقیر یا کسی جگہ کو صدقہ کے لیے متعین کیا، تو یہ تعیین لازم نہیں ہوگی۔

(ردالمحتار، جلد5، صفحہ538، مطبوعہ کوئٹہ)

خاص نذر معلق کی صراحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"ان المعلق ۔۔۔ لا يتعين فيه المكان والدرهم والفقير" یعنی نذر معلق میں مکان، درہم اور فقیر متعین کردینے سے متعین نہیں ہوتے۔

(ردالمحتار، جلد5، صفحہ546، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات:1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: "یہ منّت مانی کہ جمعہ کے دن اتنے روپے فلاں فقیر کو خیرات دوں گا اور جمعرات ہی کو خیرات کردیے یا اس کے سوا کسی دوسرے فقیر کو دیدیے منّت پوری ہوگئی یعنی خاص اسی فقیر کو دینا ضرور نہیں نہ جمعہ کے دن دینا ضرور۔ یوہیں اگر مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ کے فقرا پر خیرات کرنے کی منّت مانی تو وہیں کے فقرا کو دینا ضروری نہیں بلکہ یہاں خیرات کردینے سے بھی منّت پوری ہوجائیگی۔

(بہارشریعت، جلد2، حصہ9، صفحہ316، مکتبۃالمدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

الفتوی دار الافتاء اہلسنت daruliftaa@dawateislami.net

07رمضان المبارک 1446ھ/08مارچ 2025ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے